Funeral Homes

تجہیز و تکفین کے مراکز
بنانے کے شرعی احکام

پیشکش: مجلسِ افتاء (دعوتِ اسلامی)

FUNERAL HOMES

(تجہیز و تکفین کے مراکز)

بنانے کے شرعی احکام

از

شیخ الحدیث مولانا
محمد سجاد مدنی عطاری

پیشکش

مجلسِ اِفتاء (دعوتِ اسلامی)

www.dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

FUNERAL HOMES
(تجہیز و تکفین کے مراکز) بنانے کے شرعی احکام

یورپ و دیگر غیر مسلم ممالک میں Funeral Homes کے قیام کی حاجت بہت زیادہ محسوس کی جارہی ہے۔ ان ممالک میں کئی مساجد و دینی مراکز کے ساتھ تجہیز و تکفین کے لیے جگہیں مختص ہیں۔ بعض جگہوں پر تجہیز و تکفین کے ساتھ ساتھ ایمبولینس سروس بھی مہیا کی جاتی ہے۔ میت کو کسی سبب سے کچھ دنوں کے لیے رکھنا ہو یا تدفین میں کچھ تاخیر ہو، تو انہی مراکز کے ساتھ سرد خانے بھی بنے ہوئے ہیں، جہاں میت کو رکھا جاتا ہے۔ قانونی یا دیگر معاشرتی و معاشی مسائل کے پیش نظر تعزیت وغیرہ کے لیے لوگ مسجد میں ہی بیٹھتے ہیں۔

یوکے و دیگر ممالک کے صحیح العقیدہ سنی مسلمان یہ چاہ رہے ہیں کہ ہم اپنے پلیٹ فارم سے لوگوں کو Funeral سروسز مہیا کریں۔ اولاً اس سروس کی ابتداء ایک ایسے سُنی ٹرسٹ کے زیر انتظام مساجد و مراکز سے ہوگی، جس کے مراکز تقریباً یوکے و یورپ کے تمام بڑے شہروں میں موجود ہیں۔ شرعی اجازت ملنے کی صورت

میں تجہیز و تکفین کے لیے ضروری سامان کی خریداری شرعی رہنمائی کے ساتھ، سنی ٹرسٹ کو ہر نیک و جائز کام کے لیے ملنے والے عطیات سے ہو گی یا پھر مخیر حضرات سے خاص اسی مد کے لیے عطیات کیے جائیں گے۔

تجہیز و تکفین کے مکمل پراسز اور تعزیت کے لیے بیٹھنے والے ورثاء کے لیے جگہ کی فراہمی وغیرہ تمام امور کے لیے مراکز کے کمرے استعمال ہوں گے۔ تعزیت کے لیے آنے والوں کے لیے بھی کم از کم دو کمرے درکار ہوں گے، ان میں سے ایک مردوں کے لیے، جبکہ دوسرا صرف عورتوں کے لیے مختص ہو گا، اس پورے انتظام کے لیے درج ذیل امور پر شرعی رہنمائی درکار ہے۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ:

(1) قبرستان کے لیے جگہ وقف کرنا تو جائز ہے، تجہیز و تکفین وغیرہ کے انتظامات کے لیے جگہ لینا اور صرف اسی مقصد کے لیے وقف کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(2) ایسے دینی مراکز و مساجد جو عرصہ دراز سے سنی ٹرسٹ کے زیر انتظام ہیں، ان کی خالی پڑی جگہوں یا پہلے سے موجود عمارت کے کسی حصے میں اس سروس کو شروع کیا جا سکتا ہے؟

(3) اس پورے آپریشن کو چلانے کے لیے ایک یا دو اجیر رکھے جائیں گے، جو کسی مسلمان کی موت کی اطلاع ملنے پر میت کو گھر سے یا ہاسپٹل سے اس سینٹر پر لائیں گے۔ میت سے متعلق جتنے بھی قانونی تقاضے ہوں گے مثلاً ہاسپٹل سے ڈیتھ

سرٹیفکیٹ بنوانا، کونسل سے اجازت لینا و تمام امور کی تکمیل ان کی ذمہ داری ہو گی۔ یہ افراد سنی ٹرسٹ کے اجیر ہوں گے۔ پوچھنا یہ ہے کہ اس مقصد کے لیے رکھے جانے والے اجیر کو ٹرسٹ کے دینی مقاصد کے لیے جمع شدہ عطیات سے تنخواہ دی جاسکتی ہے؟

(4) میت کے اہل خانہ اگر تین دن تک مسجد میں تعزیت کے لیے بیٹھیں، تو ان کا مسجد میں بیٹھنا جائز ہے یا نہیں؟

(5) مراکز و مساجد وغیرہ میں بعض کمرے مسجد کی ضروریات کے علاوہ ہوتے ہیں، اگر تعزیت کے لیے بیٹھنے والے لوگوں کو ان کمروں میں بٹھا دیا جائے، تو شرعاً اس میں کوئی حرج تو نہیں؟ نیز اگر ان لوگوں سے تین دن جگہ، بجلی و پانی وغیرہ استعمال کرنے کے چارجز لیے جائیں، تو شرعاً اس کی اجازت ہو گی؟

(6) یورپ میں تجہیز و تکفین کے معاملات کی کھلے عام اجازت نہیں ہوتی کہ جہاں آپ چاہیں میت لے جائیں یا جہاں چاہیں غسل دیدیں، بلکہ گورنمنٹ کی طرف سے منظور شدہ Funeral Homes میں ہی تمام کام کرنے ہوتے ہیں۔ اتوار و دیگر کئی عام قومی تعطیلات کے سبب، گورکنوں کی چھٹیاں ہوتی ہیں اور قبرستان بند ہوتے ہیں۔ اس لیے مجبوراً میت کو سردخانے میں رکھنا پڑتا ہے۔ پوچھنا یہ ہے کہ اگر ہم یہ کام کرتے ہیں، تو ہمیں سردخانے بنانے کی اجازت ہو گی یا نہیں؟

www.dawateislami.net

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

(1) Funeral Homes کیلئے وقف کا جواز:

کسی بھی مقصد کے لیے وقف درست ہونے کی بنیادی شرائط میں سے ایک شرط موقوف علیہ کی جہت (یعنی جس جہت میں وقف کیا جارہا ہے، اس) کا قربت (نیکی کا کام) ہونا ضروری ہے۔ مسلمان میتوں کی تجہیز و تکفین کا انتظام و انصرام کرنا بھی بلاشبہ بہت بڑی نیکی ہے، اس مقصد کے لیے وقف کرنا بلاشبہ جائز ہے۔

چنانچہ در مختار میں وقف کی شرائط کے بیان میں فرمایا: ''وأن یکون قربۃ فی ذاتہ۔'' یعنی جس جہت میں وقف کیا جارہا ہے، اس کا فی نفسہ قربت (نیکی کا کام) ہونا۔

اس کے تحت رد المحتار میں ہے: ''أی بأن یکون من حیث النظر إلی ذاتہ وصورتہ قربۃ والمراد أن یحکم الشرع بأنہ لو صدر من مسلم یکون قربۃ حملا علی أنہ قصد القربۃ۔'' یعنی اس چیز کی ذات اور صورت کی طرف نظر کرتے ہوئے یہ کہا جاسکے کہ اگر یہ کام مسلمان سے صادر ہو تو شریعت کی نظر میں یہ نیکی کا کام قرار پائے گا اور اس کو اسی بات پر محمول کیا جائے گا کہ اس نے قربت کے ارادے سے یہ کام کیا۔ (فتاوی شامی، جلد6، صفحہ522، مطبوعہ کوئٹہ)

قبرستان، مسافر خانے، پل اور کنوؤں وغیرہ کے اوقاف کو فقہاء نے مصالح عامہ کے پیشِ نظر جائز قرار دیا ہے، بڑے شہروں اور بالخصوص غیر مسلم ممالک میں Funeral Homes کا قیام لوگوں کے مصالح میں شامل ہے، لہٰذا قبرستان وغیرہ کی طرح ان کا وقف بھی مصلحت عامہ للمسلمین کے سبب بلاشبہ جائز ہے۔

چنانچہ شمس الائمہ امام سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: ”ثم النزول فی الخان والدفن فی المقبرۃ من مصالح الناس قال اللہ تعالیٰ: ﴿اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا﴾(المرسلات: 25) ﴿اَحْیَآءً وَّ اَمْوَاتًا﴾(المرسلات26) وجواز الوقف لمعنی المصلحۃ فیہ للناس من حیث المعاش والمعاد۔“ ترجمہ: پھر سرائے میں قیام اور قبرستان میں دفنانا لوگوں کے مصالح میں سے ہے، اللہ تبارک وتعالی ارشاد فرماتا ہے: (کیا ہم نے زمین کو جمع کرنے والی نہ کیا، تمہارے زندوں اور مردوں کی ؟) اور وقف کا جواز اسی معنی کی وجہ سے ہے کہ اس میں لوگوں کے معاش و معاد کے اعتبار سے مصلحت ہے۔ (المبسوط، جلد12، صفحہ33، دار المعرفۃ، بیروت)

ایک اور جگہ پر فرماتے ہیں: ”ثم للناس حاجۃ إلی ما یرجع إلی مصالح معاشھم ومعادھم. فإذا جاز ھذا النوع من الإخراج والحبس لمصلحۃ المعاد فکذلك لمصلحۃ المعاش کبناء الخانات والرباطات واتخاذ المقابر“ ترجمہ: پھر لوگوں کو اس چیز کی بھی حاجت ہے، جس میں ان کے معاش اور معاد کی مصلحتیں ہوں، پس جب یہ

قِسم یعنی اپنی ملکیت سے نکالنا اور کسی مخلوق کی ملکیت میں داخل نہ کرنا (یعنی وقف کرنا) معاد کی مصلحت کے لیے درست ہے، تو اسی طرح معاش کی مصلحت کے لیے بھی درست ہو گا، جیسے سرائے اور غازیوں کے مکانات کی تعمیر کرنا اور قبرستان بنانا۔

(المبسوط، جلد 12، صفحہ 29، دار المعرفۃ، بیروت)

تجہیز و تکفین کے لیے خریدی گئی جگہ میں چندہ دینے والوں کی اجازت کے ساتھ کچھ جگہ یا کمرے اس مقصد کے لیے وقف کر دیئے جائیں کہ یہاں لوگ اجتماعی طور پر بیٹھ کر میت کے ایصالِ ثواب کے لیے قرآنی خوانی کریں اور اہل میت تین دن تک یہاں بیٹھ کر تعزیت وصول کریں، تو اس میں بھی شرعاً حرج نہیں۔

2۔ٹرسٹ کے زیر انتظام مراکز میں فیونرل ہوم کیلئے وقف کا حکم

سنی ٹرسٹ کے زیر انتظام مساجد و مدارس و دیگر دینی امور کے لیے خریدی گئی جگہوں کی (وقف ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے) بنیادی طور پر دو صورتیں ہیں:

(ا) وہ جگہیں جو صرف مسجد یا پھر مسجد و مدرسہ دونوں کے نام سے عطیات جمع کر کے خریدی گئیں اور خریدنے کے بعد مکمل جگہ کو مسجد و مدرسہ کے لیے وقف کر دیا گیا، یا کسی نے اپنی ذاتی ملک کو مسجد یا مسجد و مدرسہ دونوں کے لیے وقف کر دیا، تو ایسی جگہوں پر تجہیز و تکفین کے لیے کوئی جگہ مختص کرنا تغییر و تعطیلِ وقف کے سبب ناجائز و گناہ ہے کہ ان جگہوں کے کسی جز کو Funeral Homes کرنے کی صورت

میں، مسجد یا اس کے فنا یا مدرسہ وغیرہ میں سے کسی میں تغییرِ وقف لازم آئے گا جو کہ شرعاً ناجائز و حرام ہے۔

فتاوی ہندیہ میں ہے:"لایجوز تغییر الوقف عن هئیته فلا یجعل الدار بستانا ولا الخان حماما ولا الرباط دکانا الا اذا جعل الواقف الی الناظر ما یری فیه مصلحة الوقف۔"یعنی وقف کی ہیئت میں تبدیلی کرنا جائز نہیں، لہٰذا مکان کو باغ، سرائے کو حمام اور اصطبل کو دکان نہیں بنایا جائے گا، ہاں اگر واقف نے خود متولی کو مصلحتِ وقف کے لیے تبدیلی کا اختیار دیا ہو، تو جائز ہے۔

(فتاوی ہندیہ، جلد 2، صفحہ 490، مطبوعہ کوئٹہ)

سیدی اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فتاوی رضویہ میں فرماتے ہیں:" ایک وقف جس غرض کے لیے وقف کیا گیا ہے، اسی پر رکھا جائے، اس میں تو تغیر نہ ہو، مگر ہیئت بدل دی جائے، مثلاً دکان کو رباط کر دیں یا رباط کو دکان، یہ حرام ہے۔۔۔ نہ کہ سرے سے موقوف علیہ بدل دیا جائے، متعلق مسجد کو مدرسہ میں شامل کرلیا جائے یہ حرام ہے اور سخت حرام ہے۔۔۔ تصرف آدمی اپنی ملک میں کر سکتا ہے، وقف مالک حقیقی جل وعلا کی ملک خاص ہے، اس کے بے اذن دوسرے کو اس میں کسی تصرف کا اختیار نہیں۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 16، صفحہ 231، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

البتہ ان جگہوں پر مسجد و مدرسہ وغیرہ کی نیت سے پہلے مسجد و مدرسہ کی آمدنی کے لیے کسی جگہ کو بطور دوکان یا مکان مختص کیا گیا تھا، تو ایسی جگہوں کا عُرف کے مطابق کرایہ ادا کرکے ان پر اس سروس کو شروع کیا جاسکتا ہے، اگر پہلے سے ایسی کوئی جگہ نہیں تھی، تو ان کو مسجد و مدرسہ کرنے کے بعد ان کے کسی حصہ کو کرایہ پر لینا دینا بھی جائز نہیں۔

(۲) وہ جگہیں جو سنی ٹرسٹ نے اپنے مراکز کے لیے خریدیں، ان کی خریداری کے لیے چندہ لیتے وقت اگر چندہ دینے والوں کو یہ صراحت (وضاحت) کردی گئی تھی کہ اس جگہ کو مسجد، مدرسہ و تجہیز و تکفین سمیت ٹرسٹ کے زیر انتظام دیگر جملہ دینی امور کے لیے استعمال کیا جائے گا یا چندہ دینے والوں کو خاص Funeral Homes بنانے کی صراحت تو نہیں کی، لیکن وہاں دینی مراکز کے ساتھ فیونرل سینٹرز کا ہونا ہر چندہ دینے والے کے ذہن میں معہود و معروف ہے (یعنی ہر چندہ دینے والے کے ذہن میں یہ بات موجود ہے کہ جہاں بھی دینی مرکز ہو گا، وہاں یہ سروس بھی دی جائے گی)، تو ایسے مراکز کی وہ جگہیں جن کو ابھی کسی مقصد کے لیے باقاعدہ وقف نہیں کیا گیا، ان جگہوں پر Funeral Homes (تجہیز و تکفین سینٹر) بنایا جاسکتا ہے۔

کیونکہ وقف نہ ہونے کی صورت میں یہ جگہیں بدستور چندہ دینے والوں کی ملک پر باقی ہیں اور چندہ دینے والوں کی اغراض میں فیونرل سروس کا قیام بھی موجود

ہے ، لہٰذا ان جگہوں کو Funeral Homes کے لیے باقاعدہ وقف یا بغیر وقف کے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے ، تاہم یہ یاد رہے! وقف نہ کرنے کی صورت میں یہ جگہیں بدستور چندہ دینے والوں کی ملک پر باقی رہیں گی۔

سیدی اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت فتاوی رضویہ شریف میں فرماتے ہیں: ”اگر چندہ دینے والے سب یا ان کا وکیلِ ماذون بعد خریداری زمین یہ کہہ دیتا کہ اس زمین کو مسجد کیا، تو وہ کُل مسجد ہو جاتی اور اس میں سے کسی جزو کی بیع یا کوئی تصرّف مالکانہ مطلقاً حرام ہوتا، لیکن ظاہراً یہاں ایسا واقع نہ ہوا، بلکہ زمین خریدی گئی کہ اس میں مسجد بنائی جائے گی اور بنانے میں تصحیح سمت کے سبب ایک حصہ چھوٹ گیا ،جس قدر میں مسجد بنی وہی مسجد سمجھی گئی اور اس میں نماز جاری ہوئی، حصہ متروکہ کو اگر چندہ دہندوں یا ان کے وکیل ماذون نے وقف علی المسجد کر دیا، تو اب بھی اس کی بیع ناجائز ہوئی، مگر سوال سے اس صورت کا وقوع بھی ظاہر نہیں ہوتا، صرف اتنا ہوا کہ وہ چندہ دے کر اس روپے اور زمین سے بے تعلق ہو گئے اور یہ ملک سے خارج ہونے کا موجب نہیں جب تک وقف شرعی نہ پایا جائے ، یہ بیع اور اس روپے کا مسجد میں صرف کرنا اگر اجازت مالکان سے تھا یا بعد وقوع انہوں نے اجازت دیدی ،تو دونوں تصرف صحیح ہو گئے۔“

(فتاوی رضویہ، جلد 16، صفحہ 422، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

کسی کام کے چندہ دینے والوں کے ذہنوں میں معہود و معروف ہونے کی صورت میں اس کی دلالۃ اجازت کا ثبوت فتاوی رضویہ کے اس جزئیہ سے واضح ہے۔

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ انجمن کی طرف سے یتیم بچیوں کے نکاح میں ان کو سامان بطور جہیز خرید کر دینے سے متعلق فرماتے ہیں "یہ اس صورت میں ہے کہ یتیمات کا نکاح کرنا، اُنہیں مالِ انجمن سے جہیز دینا اغراضِ مشتہرہ معلومہ ٔ انجمن میں داخل ہو جس سے اس امر میں بھی مالکانِ چندہ کی طرف سے توکیل صدر حاصل ہو، اگر ایسا نہیں بلکہ بلا اذن مالکین یہ تجہیز صدر نے بطور خود کی، تو اب وہ اس شرائے سامان میں فضولی ہوگا اور شراء جب تک نفاذ پائے، مشتری پر نافذ ہوتا ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد 12، صفحہ 255، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

یہ بھی یاد رہے! مراکز کے لیے خریدی گئی جگہوں میں مساجد و مدارس کے علاوہ کسی اور دینی کام کرنے کی اجازت ہونا اور بات ہے اور ایسی جگہوں کو مسجد یا مدرسہ کے لیے وقف کر دینے کے بعد اس وقف شدہ جگہ کو غیر موقوفہ مقاصد کے لیے استعمال کرنا کچھ اور ہے۔

کسی جگہ پر ہر چیز کی اجازت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وقف کیے بغیر اس میں سب امور انجام دیے جاسکتے ہیں یا اس جگہ کو اجازت یافتہ امور میں سے کسی ایک یا سب پر وقف کیا جاسکتا ہے، جبکہ شرعاً اس کا وقف کرنا درست ہو، لیکن وکیلِ ماذون

www.dawateislami.net

کی طرف سے جب اس کو کسی ایک مقصد کے لیے وقف کر دیا گیا، تو اب اس جگہ کو کسی دوسرے ماذون یا اجازت یافتہ مقصد کے لیے استعمال کرنا، جائز نہ ہو گا، جیسے اگر کسی نے اس طور پر جگہ یا چندہ کسی تنظیم کو دیا کہ وہ اس جگہ پر جو چاہے بنالے، جگہ لینے یا خریدنے کے بعد اگر وکیلِ ماذون نے اس تمام جگہ کو مسجد کر دیا، تو اب تمام جگہ مسجد ہو گئی ،اب مسجد کے علاوہ کسی اور مقصد کے لیے اس جگہ کو استعمال کرنا تغییر وقف کے سبب ناجائز ہو گا۔

3۔ٹرسٹ کے عمومی عطیات کا فیونرل سروسز کیلئے استعمال اور اس کا حکم

مذکورہ سروس مہیا کرنے پر اس کے مختلف امور کو انجام دینے کے لیے اجیر رکھنا اور اس کو سنی ٹرسٹ کے عطیات سے تنخواہ ادا کرنا جائز ہے، کیونکہ تجہیز و تکفین کے امور میں معاونت اور اس کے لیے انتظامات کرنا سنی ٹرسٹ کے بیان کردہ معروف مقاصد میں نہ صرف شامل ہے، بلکہ اس کام کے لیے ایک پورا شعبہ موجود ہے۔ سنی ٹرسٹ کی طرف سے (اپنے ابلاغی ذرائع یعنی پرنٹ و الیکٹرانک و سوشل میڈیا اور بیانات کے ذریعے) جب بھی ڈونیشن کی ترغیب دلائی جاتی ہے، دیگر دینی شعبہ جات کے ساتھ ساتھ اس شعبہ کا ذکر بھی نمایاں طور پر کیا جاتا ہے۔جب سنی ٹرسٹ کی طرف سے اپنے تمام دینی شعبہ جات کے لیے اپیل کی جاتی ہے، تو ان شعبہ جات میں تجہیز و تکفین کا شعبہ بھی شامل ہے۔ سنی ٹرسٹ کا اپنے عطیات میں سے اس

www.dawateislami.net

شعبہ پر خرچ بلاشبہ چندہ دینے والوں کی اغراض میں شامل ہے۔

4۔ تعزیت کیلئے مسجد میں بیٹھنے کا شرعی حکم:

اہل میت کا مسجد کے علاوہ تین دن تعزیت کے لیے بیٹھنا جائز ہے، البتہ مسجد میں تعزیت کے لیے بیٹھنے کے بارے میں فقہاء کے دو طرح کے اقوال ہیں: بعض فقہاء جن میں صاحب ظہیریہ و صاحبِ درر شامل ہیں، انہوں نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں، جبکہ دیگر فقہاء نے اس کو مکروہ قرار دیا۔

سیدی اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت نے جد الممتار میں دونوں اقوال میں یہ تطبیق بیان کی کہ یہ کراہت، کراہت تنزیہی پر محمول ہے اور جس حدیث میں یہ بیان ہوا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم تعزیت کے لیے مسجد میں تشریف فرما ہوئے، یہ بیانِ جواز کے لیے ہے، لہٰذا مسجد میں تعزیت کے لیے بیٹھنے سے احتراز کرنا چاہیے۔ یہ بھی یاد رہے کہ تین دن تعزیت کے لیے بیٹھنے کی اجازت بھی مردوں کو ہے، عورتوں کو تعزیت کے لیے بیٹھنے سے فقہاء نے منع فرمایا ہے۔

فتاوی شامی میں ہے: ”لکن فی الظھیریۃ: لا بأس بہ لأھل المیت فی البیت أو المسجد والناس یأتونھم ویعزونھم۔“ ترجمہ: لیکن ظہیریہ میں ہے: ورثائے میت کا گھر یا مسجد میں اس لیے بیٹھنا کہ لوگ ان کے پاس تعزیت کرنے آئیں، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (فتاوی شامی، جلد 3، صفحہ 176، مطبوعہ کوئٹہ)

الاختیار لتعلیل المختار میں ہے :’’الجلوس فیه ثلاثة أيام للتعزية مکروہ‘‘ ترجمہ: مسجد میں تین دن تک تعزیت کے لیے بیٹھنا مکروہ ہے۔

(الاختیار لتعلیل المختار، کتاب الکراھۃ، جلد4 ، صفحہ 177، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

در مختار میں ہے :’’وبالجلوس لھا فی غیر مسجد ثلاثة ایام‘‘یعنی تعزیت کے لیے غیر مسجد میں تین دن تک بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں۔

در مختار کی اس عبارت ’’فی غیر مسجد‘‘ کے تحت علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:’’اما فیه فیکرہ کما فی البحر عن المجتبی ،وجزم به فی شرح المنیه والفتح‘‘یعنی بہر حال مسجد میں تعزیت کے لیے بیٹھنا مکروہ ہے، جیسا کہ بحر میں مجتبیٰ کے حوالے سے ہے، شرح منیہ اور فتح میں اسی پر جزم فرمایا۔

(فتاوی شامی، جلد3، صفحہ 176، مطبوعہ کوئٹہ)

سیدی اعلیٰ حضرت، الشاہ ،امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں :’’عندی ان الاولی حمل الکراھة فی الامداد علی التنزیه وھو الذی یعطیه قولھم ﴿لا باس بالجلوس لھا﴾ فیحصل التوفیق ویکون فعل النبی صلی اللہ علیه وسلم وتقریرہ بیانا للجواز‘‘ترجمہ: میرے نزدیک امداد کے قولِ کراہت کو مکروہ تنزیہی پر محمول کرنا اولیٰ ہے اور فقہاء کا قول ’’تعزیت کے لئے بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں ہے‘‘ بھی اسی معنی کی طرف اشارہ کر رہا ہے، لہٰذا توفیق حاصل ہوئی اور نبی کریم صلی

www.dawateislami.net

اللہ علیہ وسلم کا فعل و تقریر بیانِ جواز کے لیے ہو گا۔

(جد الممتار، جلد3، صفحہ683، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

احتراز کا حکم بھی اس صورت میں ہے جبکہ مسجد کے آداب کا لحاظ رکھا جائے ،ذکر و تلاوت جاری رہے، اس کے بر عکس اگر مسجد میں بیٹھنے کا ماحول کسی ڈرائنگ روم کے ماحول کی طرح ہو کہ دنیاجہاں کی الٹی سیدھی باتیں، ہنسی مذاق، قہقہے، مذاق مسخری کہ جس سے مسجد کا تقدس پامال ہو، ایسی صورت میں مسجد میں بیٹھنا جائز نہیں ہو گا۔

خواتین کا گھر یا مسجد میں تعزیت کیلئے بیٹھنا

عورتوں کے تعزیت کے لیے بیٹھنے سے متعلق رد المحتار میں خزانۃ الفتاوی کے حوالے سے ہے: ''وفی الاحکام عن خزانۃ الفتاوی: الجلوس فی المصیبۃ ثلاثۃ ایام للرجال، جاءت الرخصۃ فیه، ولا تجلس النساء قطعا'' یعنی احکام میں خزانۃ الفتاوی کے حوالے سے ہے: مصیبت میں تین دن بیٹھنے کی رخصت صرف مردوں کے لیے ہے اور عورتوں کو اس کی قطعا اجازت نہیں۔

(فتاوی شامی، جلد3، صفحہ176، مطبوعہ کوئٹہ)

5۔ مراکز و مساجد کے کمروں کو کرائے پر دینے کا حکم

مراکز کی وہ جگہیں جن کو باقاعدہ کسی مقصد کے لیے وقف نہیں کیا اور وہ بدستور چندہ دینے والوں کی ملک پر باقی ہیں اور چندہ دینے والوں کی طرف سے ان

جگہوں کو کسی بھی نیک و جائز کام میں استعمال کرنے کی صراحتاً یا دلالۃ اجازت موجود تھی، تو ان جگہوں پر تعزیت کے لیے بیٹھنے والوں کا انتظام دو شرطوں کی پاسداری کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔

پہلی شرط یہ کہ مجمع مخلوط نہ ہو اور صرف مردوں کے لیے انتظام ہو۔

دوسری یہ کہ اس جگہ کا کرایہ وصول نہ کیا جائے، کیونکہ مراکز کے لیے خریدی گئی جگہوں کو آمدنی کے لیے وقف کیے بغیر کرائے پر دینا چندہ دینے والوں کی غرض کے خلاف ہے، البتہ اگر کوئی شخص مشروط یا معروف کے بغیر اپنی رضامندی سے مسجد و مدرسہ کے اخراجات یا دینی امور میں معاونت کے لیے ٹرسٹ کے ساتھ تعاون کرتا ہے، تو ایسا کرنا، جائز ہے۔

6۔ میت کو سرد خانے میں رکھنے کا حکم

ایسی ضرورت کہ جس کی وجہ سے فی الوقت تدفین ممکن نہیں، جیسے یورپ و دیگر مغربی ممالک میں week end (ہفتہ وار) یا دیگر قومی تعطیلات کے مواقع پر متعلقہ افراد کی چھٹیوں کے سبب قبرستان بند ہوتے ہیں اور خود سے تدفین کا عمل ممکن نہیں، اسی طرح موسم خراب ہونے کے سبب تدفین ممکن نہ ہو اور سرد خانے میں رکھے بغیر جسم کی حفاظت کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی، تو اس صورت میں بقدر ضرورت سرد خانے میں رکھنے کی اجازت ہو گی۔ ممکنہ شرعی اعذار کے بغیر میت کو سر

دخانے میں رکھنا درحقیقت اس کو تکلیف پہنچانا ہے اور شرعاً یہ عمل ناجائز ہے۔ موت کے بعد تجہیز و تدفین وغیرہ میں جلدی کرنی چاہیے، بلاوجہ تاخیر ناپسندیدہ ہے۔

چنانچہ حدیث پاک میں ہے: ''عن عائشة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کسر عظم المیت ککسرہ حیا'' یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میت کی ہڈی توڑنا، زندہ کی ہڈی توڑنے کی طرح ہے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب فی الحفار یجد العظم الخ، ج3، ص212، مطبوعہ بیروت)

اس حدیث کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ''یعنی جیسے وہ حرام ہے، ایسے ہی یہ حرام۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود سے روایت کی کہ مومن کو بعد موت ایذاء دینا ایسا ہی ہے، جیسے اسے زندگی میں ستانا۔ یہاں مرقات میں ہے کہ جن چیزوں سے مومن زندگی میں راحت پاتا تھا، انہی چیزوں سے بعد موت بھی راحت پاتا ہے، لہذا وہاں تلاوت کرنا خوشبودار چیزیں رکھنا وغیرہ بہتر ہے، اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان مردے کا پوسٹ مارٹم کرنا یا اسے مردہ خانہ رکھ کر اس کی کھال اتارنا، اس کے پرزے اڑادینا، عرصہ تک دفن نہ کرنا سخت ممنوع ہے، ضروریات شرعیہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔''

(مراٰۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، جلد2، صفحہ483، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ)

بلا ضرورتِ شرعیہ تدفین کو مؤخر کرنا درست نہیں، چنانچہ امداد الفتاح میں ہے: ’’اذا تیقن موتہ یعجل بتجھیزہ اکراما لہ و روی ابوداود عنہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ لما عاد طلحۃ بن البراء وانصرف قال: ما اری طلحۃ الا قد حدث فیہ الموت ،فاذا مات فاذنونی بہ حتی اصلی علیہ وعجلوا بہ ،فانہ لا ینبغی لجیفۃ مسلم ان تحبس بین ظھرانی اھلہ والصارف عن وجوب التعجیل الاحتیاط للروح الشریفۃ فانہ یحتمل الاغماء وقد قال الاطباء ان کثیرین ممن یموتون بالسکتۃ ظاھرا یدفنون احیاء ،لانہ یعسر ادراک الموت الحقیقی بھا الاعلی افاضل الاطباء فیتعین التاخیر فیھا الی ظھور الیقین بنحو التغییر‘‘ ترجمہ: یعنی جب کسی شخص کی موت کا یقین ہو جائے، تو اس کے احترام کے سب اس کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرنا چاہیے، امام ابو داؤد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت طلحہ بن براء کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور واپس تشریف لے آئے اور فرمایا کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ طلحہ کو موت واقع ہو چکی ہے اور جب انتقال ہو جائے، تو مجھے اس کی اطلاع دینا تاکہ میں اس کی نماز جنازہ ادا کروں اور تجہیز و تکفین میں جلدی کرو۔ کسی مسلمان میت کو اس کے اہل کی پیٹھ پر روک کر نہیں رکھنا چاہیے۔ تعجیل کے وجوب سے پھیرنے کا سبب احتیاط ہے، کیونکہ جسم سے روح کے جدا ہونے کا معاملہ انتہائی خفی ہے۔ اطباء کا کہنا ہے کئی ایسے لوگ ہیں، جو سکتے میں چلے جانے کے سبب بظاہر

موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں اور ان کو اسی حالت میں دفن کر دیا جاتا ہے، حالانکہ وہ زندہ ہوتے ہیں۔ حقیقی طور پر موت کے وقوع کو جاننا انتہائی مشکل معاملہ ہے، فاضل اطباء کے علاوہ کم ہی ایسے طبیب ہوں گے، جو اس معاملے کا صحیح ادراک رکھتے ہوں۔ اس لیے موت کے یقین ہونے تک اس معاملے کو مؤخر کیا جانا چاہیے اور جب موت کے واقع ہونے کی کوئی علامت؛ مثلاً جسم کا متغیر ہونا وغیرہ ظاہر ہو جائے، تو پھر تجہیز و تدفین کا معاملہ کیا جائے۔

(امداد الفتاح، صفحہ 607، مطبوعہ صدیقی پبلشرز، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــہ

مفتی محمد سجاد عطاری مدنی

یکم ذیقعدۃ الحرام 1437ھ بمطابق 3 ستمبر 2016ء

فہرست

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
4	Funeral homes کیلئے وقف کا جواز	1
6	ٹرسٹ کے زیر انتظام مراکز میں فیونرل ہوم کیلئے وقف کا حکم	2
11	ٹرسٹ کے عمومی عطیات کا فیونرل سروسز کیلئے استعمال اور اس کا حکم	3
12	تعزیت کیلئے مسجد میں بیٹھنے کا شرعی حکم	4
14	خواتین کا گھر یا مسجد میں تعزیت کیلئے بیٹھنا	5
14	مراکز و مساجد کے کمروں کو کرائے پر دینے کا حکم	6
15	میت کو سرد خانے میں رکھنے کا حکم	7

www.dawateislami.net

ماخذومراجع

نام کتاب	مصنف / مؤلف	مطبوعہ
سنن ابی داود	امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، متوفی ۲۷۵ھ	المکتبۃ العصریہ، بیروت
مرأۃالمناجیح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	مکتبہ اسلامیہ، لاہور
المبسوط	شمس الائمہ محمد بن احمد بن ابی سہل السرخسی، متوفی ۴۸۳ھ	دار المعرفۃ، بیروت
الاختیارلتعلیل المختار	علامہ عبداللہ بن محمود موصلی حنفی، متوفی ۶۸۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
الفتاوی الھندیہ	علامہ ہمام مولانا شیخ نظام، متوفی ۱۱۶۱ھ وجماعۃ من علماء الہند	کوئٹہ
رد المحتارعلی در مختار	علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	کوئٹہ
امداد الفتاح شرح نورالایضاح	علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی، متوفی ۱۰۶۹ھ	صدیقی پبلشرز، کراچی
جدالممتار	اعلی حضرت امام احمد رضا خان بن نقی علی خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
فتاوی رضویہ	اعلی حضرت امام احمد رضا خان بن نقی علی خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور

www.dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

نیک نمازی بننے کے لیے

ہر جُمعرات بعد نَمازِ مغرِب آپ کے یہاں ہونے والے **دعوتِ اسلامی** کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں رِضائے الٰہی کے لیے اچھّی اچھّی نیّتوں کے ساتھ ساری رات شرکت فرمایئے ❀ سُنّتوں کی تربیت کے لیے **مَدَنی قافلے** میں عاشِقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ تین دن سفر اور ❀ روزانہ ”**غور و فکر**“ کے ذَرِیعے **مَدَنی اِنعامات** کا رِسالہ پُر کر کے ہر اسلامی ماہ کی پہلی تاریخ اپنے یہاں کے ذِمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے۔

میرا مَدَنی مقصد: ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔“ اِنْ شَآءَاللہ۔ اپنی اِصلاح کے لیے ”**مَدَنی اِنعامات**“ پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے ”**مَدَنی قافلوں**“ میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَاللہ۔

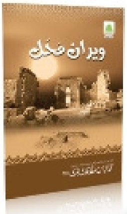

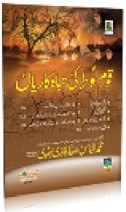

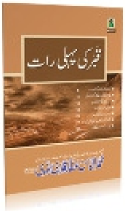

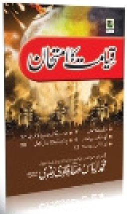

978-969-722-133-2
01082085

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی کراچی
UAN +92 21 111 25 26 92 0313-1139278
www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net

www.dawateislami.net